بسم اللہ الرحمن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
خطبہ نمبر ۱۵

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر روشن دین تنویر
The Daily
ALFAZL
RABWAH
یوم پنجشنبہ
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۶/۲۱ | ۲۳ شہادت ۱۳۴۶ ہش ۔ ۱۲ محرم ۱۳۸۷ھ ۔ ۲۳ اپریل ۱۹۶۷ء | نمبر ۸۶

اخبار احمدیہ

—○ ربوہ ۲۲ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

—○ ربوہ ۲۲ اپریل۔ جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے۔ آج صبح لاہور میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی ران پر بڑھے ہوئے غدود کا اپریشن ہو رہا ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور الحاح سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپریشن کامیاب ہو۔ اور محترم صاحبزادہ صاحب موصوف جلد صحت یاب ہوں۔ آمین

خطبہ جمعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی ازسرِ نو تعمیر کے تیئیس ۲۳ عظیم الشان مقاصد

ان مقاصد کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے خاص اور گہرا تعلق ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ مارچ ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

(مرتبہ:- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ
مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ
بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ
اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران ۹۷-۹۸)

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا
مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ
وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَ
الْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ
اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ
ارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ
فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا
وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً
مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (بقرہ ع ۱۵)

اس کے بعد فرمایا:۔

میں نے اپنے اس مضمون کو عید الاضحیہ کے روز شروع کیا تھا اور بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی ازسرِ نو تعمیر کی اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ عہد لیا

کہ وہ اور ان کی نسل ایک لمبے عرصہ تک خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگیوں کو وقف کر کے ان ذمہ داریوں کو نباہیں گے جو بیت اللہ کی تعمیر سے تعلق رکھتی ہیں اور تدبیر اور دعا سے یہ کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل کو توفیق عطا کرے کہ جب خدا تعالیٰ کا آخری شارع نبی دنیا کی طرف مبعوث ہو تو وہ اسے قبول کریں اور اسلام کے قبول کرنے کے بعد جو انتہائی قربانی اس قوم کو خدا تعالیٰ کے نام کے بلند کرنے کے لئے دینی پڑے وہ قربانی خدا تعالیٰ کی راہ میں دیں۔

میں نے بتایا تھا کہ بیت اللہ کے ساتھ بہت سی اغراض اور بہت سے مقاصد وابستہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہمیں نظر آتا ہے۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

اور جن کا تعلق حقیقتہً نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے ہے۔ یہ آیات جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں جب ان کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں

مندرجہ ذیل مقاصد نظر آتے ہیں

جن مقاصد کے پیش نظر اللہ تعالےٰ نے بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کروائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل سے قریباً اڑھائی ہزار سال تک وہ قربانیاں لیتا چلا گیا۔ پہلی غرض وُضِعَ لِلنَّاسِ بیان ہوئی ہے۔ دوسری مُبَارَکًا میں تیسرے هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ میں ایک مقصد بیان ہوا ہے۔ چوتھے اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ۔ پانچویں مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ۔ چھٹے مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ ساتویں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ آٹھویں جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ۔ نویں وَاَمْنًا۔ دسویں وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔ گیارھواں مقصد طَهِّرَا بَيْتِيَ میں بیان کیا گیا ہے۔ بارھواں مقصد طَآئِفِيْنَ کے لفظ میں ہے۔ تیرھواں مقصد عَاكِفِيْنَ کے لفظ میں بیان ہوا ہے۔ چودھواں مقصد وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ پندرھواں مقصد رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا میں بیان ہوا ہے۔ سولھواں مقصد وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ میں بیان کیا گیا ہے۔ سترھواں مقصد رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا میں بیان ہوا ہے۔ اٹھارھواں مقصد السَّمِيْعُ کے اندر بیان ہوا ہے انیسواں مقصد الْعَلِيْمُ کے اندر بیان ہوا ہے۔ بیسواں مقصد وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ میں بیان ہوا ہے۔ اکیسواں مقصد وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا میں بیان ہوا ہے۔ بائیسواں مقصد وَتُبْ عَلَيْنَا میں بیان ہوا ہے اور تیئیسواں مقصد رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

وہ پہلا گھر جو لِلنَّاسِ وضع کیا گیا ہے بنایا گیا ہے مکہ میں ہے۔ مختلف روایات۔ اور قرآن کریم کی آیات میں جو مفہوم مختلف جگہوں میں بیان ہوا ہے۔ اس سے

میرے ذہن نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے

کہ جب ہمارے آدم کی پیدائش اور بعثت ہوئی (میں نے ہمارے آدم کے الفاظ اس لئے استعمال کئے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ لاکھ کے قریب آدم اس دنیا میں پیدا ہوئے ہیں جو آدم پہلے گزرے تھے۔ ان کی اولاد میں سے بعض کو اولیائے امت نے اپنے کشف میں دیکھا بھی ہے۔ جس کا انہوں نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔) اس وقت دنیا ایک مختصر سے خطہ میں آباد تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس وقت کے سب انسانوں کے لئے اپنی حکمت کاملہ سے آدم پر یہ وحی فرما کر بیت اللہ کی تعمیر کروائی۔ ایک گھر بنوایا اور اس گھر کو تمام بنی نوع انسان کے ساتھ متعلق کر دیا جو اس آدم کی اولاد میں سے تھے۔ لیکن بعد میں جب یہ نسل بڑھی اور پھیلی اور دنیا کے مختلف خطوں کو انہوں نے آباد کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کی

روحانی اور ذہنی نشو ونما کو مد نظر رکھتے ہوئے

ہر قوم اور ہر خطہ میں علیحدہ علیحدہ نبی بھیجنے شروع کئے۔ تا ان کو ان راہوں پر چلانے کی کوشش کریں۔ جن راہوں پر چل کر خدا تعالےٰ کا ایک بندہ اپنی استعداد کے مطابق عبودیت کی ذمہ واریوں کو نباہ سکتا ہے۔ اور احادیث سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اس دنیا میں ایک لاکھ سے اوپر انبیاء گزرے ہیں تو جب آدم کی اولاد اس طرح منتشر اور متفرق ہو گئی تھی علیحدہ علیحدہ قوم بن گئی تھی۔ جن کے اپنے اپنے نبی تھے۔ انہوں نے اس گھر کی طرف توجہ دینی چھوڑ دی۔ جو خدا کا گھر اور تمام بنی نوع انسان کے لئے کھڑا کیا گیا تھا اور اس سے انہوں نے بے توجہی برتی کہ

حوادث زمانہ کے نتیجہ میں

اور مرمت اور آبادی نہ ہونے کی وجہ سے اس گھر (بیت اللہ) کے نشان تک مٹ گئے۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ کا یہ منشاء پورا ہونے کا وقت آیا کہ پھر تمام دنیا عَلٰى دِيْنٍ وَّاحِدٍ جمع کر دی جائے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس گھر کو از سر نو تعمیر کرنے اور اس گھر کی حفاظت کے لئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل کو وقف کر دینے کا فیصلہ کیا۔ تا ایک قوم اس بیت اللہ سے تعلق رکھنے والی ایسی پیدا ہو جائے جن کے اندر وہ تمام استعدادیں پائی جاتی ہوں جو اس قوم میں پائی جانی چاہئیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی پہلی مخاطب ہو۔ چنانچہ اڑھائی ہزار سال تک دعاؤں کے ذریعہ سے اور وقف کے ذریعہ سے

ایک ایسی قوم تیار ہوئی

جو اگر خدا تعالےٰ کی بن جائے تو اس کے اندر تمام وہ استعدادیں پائی جاتی تھیں جو روحانی میدانوں میں بنی نوع انسان کی راہ نمائی اور قیادت کر سکے اور چونکہ یہ استعدادیں اور قوتیں اپنے کمال کو پہنچ چکی تھیں۔ ان کے غلط استعمال سے فتنۂ عظیمہ بھی پیدا ہو سکتا تھا۔ اس لئے جب تک وہ گمراہ رہے۔ انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شدت سے مخالفت کی۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنی ایذا پہنچائی کہ پہلی کسی امت نے اپنے نبی کو اس قسم کی ایذا نہیں پہنچائی غرض ان کے اندر استعدادیں بڑی تھیں ایک وقت تک وہ چھپی رہیں۔ ایک وقت تک شیطان کا ان پر قبضہ رہا۔ لیکن جب وہ سوئی ہوئی استعدادیں بیدار ہوئیں۔ اور انہوں نے اپنے رب کو پہچانا تو دنیا نے وہ نظارہ دیکھا کہ اس سے قبل کبھی بھی انسان نے

خدا تعالےٰ کی راہ میں

اس قسم کی قربانیوں کا نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ غرض یہ وہ قوم تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں اور ان کی دعاؤں اور ان کی نسل کی قربانیوں اور ان کی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔

غرض وُضِعَ لِلنَّاسِ کا مفہوم حقیقی معنی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ تمام اغراض و مقاصد جو بیت اللہ سے متعلق ہیں وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے یہ بتایا تھا کہ میں اس گھر کی جو میرا گھر ہے از سر نو تعمیر ان اغراض کے پیش نظر کروا رہا ہوں اور اس کے لئے تمہیں قربانیاں دینی پڑیں گی۔

غرض

پہلا مقصد جس کا تعلق بیت اللہ سے ہے

یہ ہے کہ یہ بیت اللہ وہ سب سے پہلا خدا کا گھر ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے تمام بنی نوع انسان کے دینی اور دنیوی فوائد رکھے ہوئے ہیں۔ وُضِعَ لِلنَّاسِ یعنی تمام لوگوں کی بھلائی کے لئے اس کی تعمیر کی گئی ہے۔ یہاں سے دنیا کی اقوام بلا امتیاز رنگ بلا امتیاز نسل اور قطع نظر ان امتیازات کے جو ایک کو دوسرے سے علیحدہ کر دیتے ہیں تمام اقوام عالم اس گھر سے دنیوی فوائد بھی حاصل کریں گی اور دینی فوائد بھی حاصل کریں گی۔ یہ پہلی غرض ہے اس گھر کی از سر نو تعمیر سے۔

دوسری غرض بیت اللہ کی تعمیر سے یہ ہے

کہ ہم ایک اپنے گھر کو (بیت اللہ کو) "مُبَارَكًا" بنانا چاہتے ہیں۔ اور "مُبَارَكًا" اس مقام کو کہتے ہیں جو نشیب میں ہو اور اگر بارش ہو تو چاروں طرف کا پانی وہاں آ کر جمع ہو جائے۔ چونکہ یہاں بارش کے موضوع پر اللہ تعالےٰ بات نہیں کر رہا۔

بلکہ انسان کی دینی اور دنیوی ترقیات اور بہبود کے متعلق بات ہو رہی ہے اس لئے یہاں "مبارکاً" کے معنے دو ہیں۔ ایک یہ کہ تمام اقوامِ عالم کے نمائندے اس گھر میں جمع ہوتے رہیں گے اور دوسرے یہ کہ ہم نے بیت اللہ کو اس لئے تعمیر کروایا اور اسے معمور رکھنے (آباد رکھنے) کا فیصلہ کیا ہے کہ یہاں ایک ایسی شریعت قائم کی جائے گی یہاں ایک ایسا آخری شریعت والا نبی مبعوث کیا جائے گا کہ جس کی شریعت میں تمام ہدایتیں اور صداقتیں (روحانی) جو مختلف اقوام کی شریعتوں میں متفرق طور پر پائی جاتی تھیں پھر اکٹھی کر دی جائیں گی اور کوئی ایسی صداقت نہ ہو گی جو اس شریعت سے باہر رہ گئی ہو۔

پس فرمایا کہ روحانی لحاظ سے ہم اس "بیت اللہ" کو "مبارکاً" بنانا چاہتے ہیں اور ہماری یہ غرض ہے کہ یہ مولد ہو گا ایک ایسی شریعت کا کہ تمام انبیاء کی شریعتوں میں جو ہدایتیں متفرق طور پر پائی جاتی ہوں گی وہ اس میں اکٹھی کر دی جائیں گی اور اس کے ساتھ برکت بھی ہو گی یعنی وہ تمام چیزیں جو پہلوں کے لئے ضروری نہیں تھیں۔ اور وہ انہیں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ صداقتیں بھی اس میں بیان ہوں گی اور ایک کامل اور مکمل شریعت ہو گی جو تمام قوم کے فائدہ کے لئے قائم کی جائے گی اور یہ جو گھر ہے اور یہ جو بیت اللہ ہے یہ اس کامل اور مکمل اور ابدی شریعت کے لئے امّ القریٰ ٹھہرے گا۔

تیسری غرض

بیت اللہ کے قیام کی ھدًی للعٰلمین میں بیان کی گئی ہے۔ آپ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ ان آیات کے شروع میں بیان کیا گیا تھا۔ وضع للنّاس کہ تمام دنیا۔ تمام اقوام اور تمام زبانوں کے لئے ہم اس گھر کو بنا رہے ہیں۔ تمام اقوام کے ساتھ اس کا جو تعلق ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بار بار دہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیسری غرض اس گھر کی تعمیر سے یہ ہے کہ ھدًی للعٰلمین تمام جہانوں کے لئے ہدایت کا موجب بنے۔ لفظ ھدًی کے معنوں میں بھی عالمین کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کیونکہ عقل اور فراست اور علم اور معارف جو مشترک طور پر سارے انسانوں کا حصہ ہیں ان کو ہدایت کہتے ہیں۔ اس کے بغیر آگے روحانی علوم چل ہی نہیں سکتے کیونکہ جس میں مثلاً عقل نہ ہو۔ وہ پاگل ہو جائے اس کو مرفوع القلم کہتے ہیں یعنی اب اس کے اوپر شریعت کا حکم نہیں رہا۔ غرض عقل بنیاد ہے شریعت کی اور ان معانی کی جو اس لفظ ہدایت کے اندر پائے جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ہم اس گھر کے ذریعہ سے یہ ثابت کریں گے کہ تمام اقوامِ عالم عقل کے لحاظ سے اور فراست کے لحاظ سے اور معارف کے لحاظ سے اور علوم کے لحاظ سے ایک جیسی قابلیت رکھتے ہیں۔ کسی قوم کو اس لحاظ سے کسی دوسری قوم پر برتری نہیں ہے

اس میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے

کہ جس زمانہ میں حقیقتاً ھدًی للعٰلمین کا جلوہ دنیا پر ظاہر ہو گا۔ یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد۔ اس وقت بعض قومیں دنیا میں ایسی بھی پیدا ہو جائیں گی جو یہ کہنے لگیں گی کہ ہم زیادہ عقل مند ہیں۔ ہمارے اندر زیادہ فراست اور علوم حاصل کرنے کی زیادہ قابلیت ہے۔ اور بعض قومیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی اس غرض سے ہے کہ وہ ہماری محکوم رہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس گھر کے ذریعہ سے ہم ثابت کریں گے کہ اپنی عقل اور فراست اور بنیادی علوم کے لحاظ سے قوم قوم میں تمیز نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے جس عقل کی، جس فراست کی۔ جن معارف کی اور جن علوم کی ضرورت تھی وہ سب اقوام کو برابر دئے ہیں یا ان کے اندر برابر کی استعداد دی ہیں۔ فرد فرد کی استعداد میں تو فرق ہو سکتا ہے لیکن کسی ایک قوم کو دوسری قوم پر برتری حاصل نہیں۔

دوسرے معنی ھدًی للعٰلمین کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بیت اللہ کے مقام سے قرآن کریم کا نزول شروع کرے گا کیونکہ مفردات راغب میں ہے کہ ہدایت کے ایک معنی یہ ہیں کہ وہ آسمانی ہدایت کہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ اور پھر قرآن کریم کے نزول کے ساتھ بنی نوع انسان کو بلایا ہو کہ ادھر آؤ یہ ہدایت کے راستے ہیں ان پر چلو تب تم مجھ تک پہنچ سکتے ہو۔ تو ہدایت کے معنی میں تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور پہلے تمام انبیاء ایک سے شریک ہیں لیکن ھدًی للعٰلمین کے معنی سوائے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی پر چسپاں نہیں ہوتے کیونکہ باقی تمام انبیاء اپنے زمانوں اور اپنی اقوام کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بیت اللہ قرآن کریم کے نزول کی جگہ ہے یہاں سے قرآن کریم نازل ہونا شروع ہو گا۔ اس غرض سے ہم اس کی حفاظت کر رہے ہیں اور اس کی تطہیر وغیرہ کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔

ھدًی للعٰلمین کے تیسرے معنی

یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بیت اللہ ایک ایسا مقام ہے کہ یہاں اس شریعت کی ابتداء ہو گی جو انسان پر غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھولے گی کیونکہ ہدایت کے تیسرے معنی امام راغب کے نزدیک یہ ہیں کہ ایک شخص جب ہدایت کی راہوں پر چل کر بعض اعمالِ صالحہ بجا لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو مزید ہدایت کی توفیق عطا کرتا ہے تو ہر عمل صالح کے نتیجہ میں ہر اور جو اللہ تعالیٰ کو نسبتاً زیادہ محبوب عمل صالح ہے اس کی توفیق اس کو مل جاتی ہے یعنی تدریجی طور پر انسان کو روحانی ترقیات کے مدارج پر چڑھاتی چلی جائے گی اور اس امت پر اس کے ذریعہ سے غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھولے جائیں گے اور پھر یہ فرمایا کہ بیت اللہ کے قیام کی غرض یہ ہے کہ ھدًی للعٰلمین (اپنے چوتھے معنی کے لحاظ سے) ایک ایسی امتِ مسلمہ پیدا کی جائے گی جس کو اللہ تعالیٰ کے وہ انعامات ملیں گے جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں ملے اور قیامت تک بنی نوع انسان کو اس قسم کے کامل اور اکمل اور مکمل ثواب اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمتیں ملتی چلی جائیں گی کیونکہ ہدایت کے چوتھے معنی امام راغب نے یہ لکھے ہیں۔

الھدایۃ فی الاٰخرۃ الی الجنّۃ

چونکہ ان کے نزدیک صرف آخرت میں ہی جنت ملتی ہے اس لئے انہوں نے "فی الاٰخرۃ" کے الفاظ (میرے نزدیک) اپنے اس عقیدے کی وجہ سے زائد کر دئے۔ ورنہ [redacted]

لغوی لحاظ سے اس کے یہی معنی ہیں

الھدایۃ الی الجنّۃ یعنی جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے وہ غرض اسے حاصل ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ یہ جنّت صرف اُخروی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اس دنیوی زندگی میں بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا تھا کہ بیت اللہ کو ہم اس لئے کھڑا کر رہے ہیں اور اس کی حفاظت کے ہم اس لئے سامان پیدا کر رہے ہیں کہ یہاں ایک ایسی امّت جنم لے گی جو ثواب اور جزا ان کو ملے گی اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جو جنت ان کے نصیب میں ہو گی وہ پہلی قوموں کے نصیب میں نہیں ہوئی ہو گی یعنی بہترین نتیجہ جو انسانی روحانی عمل کا نکل سکتا ہے وہ اس امّت کے اعمال کا نکلے گا کیونکہ جو شریعت ان کو دی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے۔ پہلوں کی شریعتیں چونکہ نسبتی طور پر ناقص تھیں۔ اگر ان پر پورے طور پر عمل بھی کیا جاتا تو ان کا نتیجہ عقلاً بھی وہ نہیں نکل سکتا تھا جو نتیجہ اس عمل کا نکل سکتا ہے جو ایسی شریعت کے مطابق ہو جو پورے طور پر کامل ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ھدًی للعٰلمین۔ اس گھر سے جس عالمگیر شریعت کا چشمہ پھوٹے گا اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں "الجنّۃ" ایک کامل جنت انسان کو ملے گی۔ اس دنیا میں بھی اور اُخروی دنیا میں بھی۔ پس تیسری غرض (جو آگے بعض ذیلی اغراض میں تقسیم ہو جاتی ہے) بیت اللہ کے قیام کی ھدًی للعٰلمین ہے۔

چوتھا مقصد

اس گھر کی تعمیر کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ آیاتٌ بیّناتٌ ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم خاص قسم کی آیات بیّنات کا وعدہ انسان کو دیتا ہے یا ان کے متعلق پیشگوئیاں بیان کرتا ہے تو یہاں میرے نزدیک آیات بیّنات کے عام معنی نہیں ہیں بلکہ یہاں وہ آیات بیّنات مراد ہیں جو اس پہلے گھر سے تعلق رکھتی ہیں جو "وضع للنّاس" ہے۔ جو "مبارکاً" ہے۔ اور جو "ھدًی للعٰلمین" ہے۔ اس مفہوم کے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا فیہ اٰیاتٌ بیّناتٌ اور اس کے معنی یہاں یہ ہیں کہ

اس گھر سے تعلق رکھنے والی ایسی آیات اور بیّنات ہوں گی اور یہ گھر ایسے نشانات اور تائیداتِ سماوی کا منبع بنے گا جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں گی۔ جو آیات اور بیّنات پہلے انبیاء یا ان کی قوموں کو دیئے گئے وہ اپنے اپنے وقت پر ختم ہو گئیں اور پہلی امتوں میں سے ہر ایک نے کوئی نہ کوئی منطقی اور غیر تسلی بخش دلیل ڈھونڈ کر یہ دعویٰ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے اب تعلق قائم نہیں ہو سکتا کہ انسان اس کے قرب کو۔ اس کی وحی کو۔ سچے رؤیا اور کشوف کو اور آئندہ کے متعلق پیشگوئیوں کو حاصل کر سکے تو قرب کے ان دروازوں کو پہلی ہر امت نے اپنے پر بند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک ایسی امتِ مسلمہ کا قیام بیت اللہ کی تعمیر سے مدنظر ہے کہ قیامت تک انکے ذریعے اللہ تعالیٰ کے نشانات ظاہر ہوتے رہیں گے اور اپنے نشانات اور استجابت دُعا اور قربانیوں کا دنیا میں پھل پانے کے نتیجہ میں وہ امت دنیا پر یہ ثابت کرتی رہے گی کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک زندہ خدا ہے۔ ایک طاقتور خدا ہے۔ وہ بڑا رحم کرنے والا اور پیار کرنے والا خدا ہے۔ وہ ایسے بندوں کو جو اس کے سامنے جھکتے ہیں ضائع نہیں کرتا اور اس سے تعلق کو وہ قائم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اور دنیا کو یہ بتانے کے لئے کہ یہ میرا محبوب بندہ ہے وہ اس پر وحی کرتا ہے۔ کشوف و رؤیا اسے دکھاتا ہے۔ وہ اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ایسے بندے اس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے جو قیامت تک یہ ثابت کرتے رہیں گے کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے اور اس سے تعلق رکھنے والے آیات بیّنات کو حاصل کرتے ہیں۔

پانچویں غرض

جس کا تعلق بیت اللہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ یہ مقامِ ابراہیم ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ دیکھو ہمارے بندے ابراہیم (علیہ السلام) نے اور بہتوں نے اس کی نسل میں سے انقطاعِ نفس کر کے اور تعشق باللہ اور محبتِ الٰہی میں غرق ہو کر سچے عاشق اور محب کی طرح اسلمت لرب العٰلمین کا نعرہ لگایا اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بنایا۔ ہم نے اس بیت اللہ کی آبادی کا اس لئے انتظام کیا ہے کہ اس کے ذریعہ عشاقِ الٰہی کی ایک ایسی جماعت پیدا کی جاتی رہے جو تمام حجابوں کو دُور کر کے اور دنیا کے تمام علائق سے مُنہ موڑ کر خدا تعالیٰ کے لئے اپنی مرضیات سے ننگے ہو کر اور تمام خواہشات کو قربان کر کے فنافی اللہ کے مقام کو حاصل کرنے والے ہوں اور اس عبادت کو احسن طریق پر اور کامل طور پر ادا کرنے والے ہوں جس کا تعلق محبت اور ایثار سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ

عبادت دو قسم کی ہوتی ہے

ایک وہ عبادت ہے جو تذلّل اور انکسار کی بنیادوں پر کھڑی ہوتی ہے اور ایک وہ عبادت ہے جو محبت اور ایثار کی بنیادوں پر قائم ہے۔ ہماری نماز جو ہے یہ اس قسم کی عبادت ہے جو تذلّل اور انکسار کے مقام پر کھڑی ہے کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ نماز دعا ہے اور دعا کے لئے انتہائی تذلل اور انکسار کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ جس شخص کے دماغ میں اپنے رب کے مقابلہ میں ایک ذرہ بھی تکبّر ہو اس کی دعا کبھی قبول نہیں ہو سکتی۔ پس ہماری نمازیں صرف اس صورت میں عبادت بنتی ہیں کہ جب وہ حقیقتاً تذلّل اور انکسار کے مقام پر کھڑی ہوں۔ اس کے مقابلہ میں دوسری عبادت وہ ہے جو محبت اور ایثار کی بنیادوں پر کھڑی ہوتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ عبادت جس کا تعلق تعمیرِ کعبہ سے ہے۔ جس کا تعلق حفاظتِ کعبہ سے ہے اور جس کا تعلق بیت اللہ کے لئے خود کو اور اپنی اولاد کو وقف کر دینے کے ساتھ ہے اور اس کے لئے دعائیں کرنے کا تعلق ہے۔ یہ محبّت والی عبادت ہے اور خدا تعالیٰ کی محبّت اور خدا تعالیٰ کے عشق کا جو مظاہرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا وہ عدیم المثال تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مقامِ ابراہیم ہے۔ اس مقام سے ہم ایک ایسی امت پیدا کرینگے جو لاکھوں کی تعداد میں ہوگی اور ہر زمانہ میں پائی جاتی ہوگی اور اس امت کے کسی فرد کا اگر تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کے ساتھ مقابلہ کرو گے تو اس کو ان سے کم نہیں پاؤ گے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ

کے نتیجہ میں اس قوم نے پیدا ہونا تھا لیکن اس قوتِ قدسیہ کے جو اثرات ہیں ان کو دنیا میں مؤثر طریق پر پھیلانے کے لئے قریباً اڑھائی ہزار سال پہلے خانہ کعبہ کی بنیاد از سرِ نو رکھی گئی تھی۔ تو یہاں یہ فرمایا کہ ظاہری شکل حج کے ارکان کی، اس عبادت کی خود ہی ایسی ہے جس کا تعلق محبت سے ہے۔ مثلاً طواف کرنا ہے۔ اب یہ تخیّل قریباً ساری اقوام میں پایا جاتا ہے کہ جب کسی کے لئے جان کی قربانی دینا ہوتی ہے تو اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ہمارے بعض بادشاہوں کے متعلق بھی آتا ہے کہ ان میں سے کسی کا بچہ بیمار تھا۔ اس نے اس کا طواف کیا اور دعا کی کہ میری زندگی اس کو مل جائے۔ پس جان قربان کرنے کا جو تخیّل ہے وہ طواف کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ یہاں سے ایک ایسی قوم پیدا کی جائے گی جو ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی رہے گی اور اس کے آستانہ کا بوسہ لیتی رہے گی۔ ایک طرف وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد کو تازہ رکھنے والی ہوگی اور دوسری طرف وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کو نہایت شان کے ساتھ ظاہر کرنے والی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی ایک قوم پیدا کر دی۔ صرف پہلے زمانہ میں ہی نہیں۔ صرف عرب میں بسنے والوں میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر خطہ میں اور قیامت تک ہر زمانہ میں جو ابراہیمی عشق اور جو ابراہیمی محبت اپنے رب کے لئے رکھتے ہوں گے اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانیاں دینے والے ہوں گے۔

(باقی انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں۔ وبہ التوفیق)

ہم دیکھتے ہیں تازہ بتازہ نشانیاں

تم کو فقط ہیں یاد پُرانی کہانیاں
ہم دیکھتے ہیں تازہ بتازہ نشانیاں

دِل پاک ہو نہ چشمۂ الہام سے اگر
بے فائدہ ہیں آپ کی یہ ترجمانیاں

قوموں کو تازہ زندگی ملتی نہیں کبھی
جب تک نہ حق دکھائے مسیح الزمانیاں

غیروں کو اپنی چرب زبانی پہ ناز ہے
بن جائیں گی زبان مری بے زبانیاں

تنویرؔ نے بھی پایا ہے کیا مستقل مزاج
کرتی نہیں ہیں اس پہ اثر سرگرانیاں

مجالس خُدام الاحمدیہ متوجّہ ہوں

تمام ایسی مجالس جنہوں نے ابھی تک ماہ اپریل ۱۹۶۷ء کا چندہ مرکز میں نہیں بھجوایا کی خدمت میں التماس ہے کہ مزید تاخیر کے بغیر ماہ اپریل کا چندہ روانہ فرما دیں۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احکام قرآن

اسلام کا ایک اہم رکن — فریضۂ زکوٰۃ

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں قریباً ہر مقام پر جہاں فریضہ نماز کی طرف ہر مسلمان کو توجہ دلائی ہے وہاں فریضہ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وما اتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون (روم آیت ۴۰)

یعنی جو زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حاصل کرنے کے لئے تم دو گے۔ ایسے لوگ اپنے اموال کو بڑھاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے

ما خالطت الزکوٰۃ مالا قط الا اھلکتہ (مشکوٰۃ)

جس مال پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو مگر کوتاہی کی وجہ سے ادا نہ کی جائے بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اسی میں ہی مخلوط کر دیا جائے۔ تو ایسا مال زکوٰۃ دوسرے مال کو بھی ضائع کر دیتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔

جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مال دیا مگر اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو بروز قیامت ایسے شخص کا مال اس کے سامنے ایک گنجے بڑی کچلیوں والے سانپ کی صورت میں کھڑا کیا جائے گا اور اس کے گلے میں بطور طوق ڈال دیا جائے گا اور وہ سانپ اسے کہے گا

انا مالک انا کنزک

کہ میں تیرا مال اور خزانہ ہوں جس کی تو نے زکوٰۃ ادا نہ کی تھی۔ فریضہ زکوٰۃ کی بنیادی غرض یہ ہے کہ قوم کے پسماندہ، مساکین اور فقراء کی اعانت کی جائے۔ تاکہ اسلامی معاشرہ میں یہ لوگ عزت اور وقار کی زندگی گزار سکیں۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے شخص کو اسلام نے بہت بڑا مجرم قرار دیا ہے۔

زکوٰۃ سے خدا تعالیٰ کے ساتھ غیر معمولی محبت اور تعلق پیدا ہوتا ہے اور رضا ربانی حاصل ہوتی ہے۔ بخل، حرص اور طمع جیسی موذی امراض دور ہو جاتی ہیں۔ ظاہری اور جسمانی مصائب و مشکلات کے دور ہونے کے لئے زکوٰۃ بطور تریاق کے ہے۔ اور یہ ایک غلط اور تباہ کن خیال ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی آ جاتی ہے۔ یہ ایک شیطانی خیال ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"زکوٰۃ کیا ہے؟ یوخذ من الامراء ویرد الی الفقراء امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی تھی اس طرح باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔ اگر نہ بھی فرض ہوتی۔ تب بھی انسانی ہمدردی کا تقاضہ تھا کہ غرباء کی امداد کی جائے۔" (براہین احمدیہ)

الغرض زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے۔ جس کی ادائیگی ہر صاحب نصاب پر ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کے افراد کو مخاطب کرتے ہوئے تاکیداً فرماتے ہیں۔

"ہر ایک جو زکوٰۃ دینے کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔"

حدیث الرسول

قرض کی عدم ادائیگی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادان دینا وھو لا ینوی قضائہ فھو سارق (ابن ماجہ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرض لیتا ہے اور اس کی ادائیگی نہیں کرتا تو وہ چور ہے۔

تشریح:۔ قرض انتہائی ضرورت اور تکلیف کے وقت لیا جاتا ہے۔ اور اس قرض کے لئے اپنی مشکلات کو ایسے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے کہ انسانی جذبات و احساسات میں ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ قرض دینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے بالعکس اگر دوسرا شخص لیتے وقت یہ عزم صمیم کئے ہوتا ہے کہ میں قرض لیکر اس کی ادائیگی ہرگز نہیں کرونگا۔ تو ایسا شخص بہت ہی بداخلاق اور دھوکہ باز ہے اور یہ ایک ایسی اخلاقی کمزوری ہے کہ جو معاشرہ کے لئے لعنت کا باعث ہے اور یہ ایک ایسی قباحت ہے جو انسان کی تمام خوبیوں اور نیکیوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ اور اس کے وقار کو بھی اس سے صدمہ پہنچتا ہے۔ ایسا شخص نہ صرف اپنی عزت کو ضائع کرتا ہے بلکہ اپنی مشکلات میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ کیونکہ کاٹھ کی ہنڈیا ایک ہی بار چولہے پر رکھی جاتی ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سے ارشادات قرضہ سے بچنے کے لئے فرمائے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

ایاکم والدین فانہ ھم باللیل و مذلۃ بالنھار

کہ قرض لینے میں احتیاط کرو کیونکہ قرض سے اگر رات کو غم ہے تو دن کے وقت ذلت اور رسوائی ہے

قرضہ فریقین لینے والے اور دینے والے کے درمیان (بشرط عدم ادائیگی) تعلقات کو خراب کر دیتا ہے۔ اور اس کے تنازعات طول پکڑ جاتے ہیں۔ جس سے ذہنی اور نفسیاتی تکالیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں ایک دعا قرضہ سے بچنے کی بھی ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا عام انتباہ ہے کہ قرض لینے میں بہت احتیاط اختیار کرو۔ بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بعض اوقات نماز جنازہ سے قبل یہ دریافت فرما لیا کرتے تھے کہ یہ وفات یافتہ مقروض تو نہیں ہے اور تسلی ہو جانے پر یا یقین دلائے جانے پر کہ اس کا قرضہ ادا کر دیا جائے گا۔ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرضہ کی ادائیگی حقوق العباد میں سے ہے جس کی تاکید اللہ تعالیٰ نے بار بار کی ہے۔ افسوس ہے کہ آجکل یہ بیماری کہ قرضہ لے کر اس کو ادا نہ کرنا متعدی ہو چکی ہے۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا ہے کہ ایسا شخص چور ہے۔ ہاں اضطراری حالت میں عدم ادائیگی پر یہ ارشاد ہرگز چسپاں نہیں ہوتا۔ و انما الاعمال بالنیات

عالم عیسائیت

عیسائیوں کے لئے لمحۂ فکریہ

کیا اناجیل تثلیث کی تائید کرتی ہیں؟

موجودہ عیسائیت کا اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ کے تین اقنوم ہیں۔ باپ، بیٹا، روح القدس یہ تینوں اپنی ذات میں الگ الگ کامل خدا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ تینوں مل کر بھی ایک کامل خدا ہیں۔ اور ان تینوں کا اتحاد بھی حقیقی اتحاد ہے۔ ہم عیسائی صاحبان سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ اناجیل اس اعتقاد کی ہرگز تائید میں نہیں ہیں۔ بلکہ معاملہ اس کے بالکل متضاد ہے۔ چنانچہ اناجیل میں لکھا ہے۔

۱۔ "اے اسرائیل ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" (مرقس ۱۲/۲۹)

۲۔ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد و برحق کو اور یسوع مسیح جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"۔ (یوحنا ۱۷/۳)

۳۔ "اور سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے۔ جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان ہے" (افسیون ۴/۶)

غور فرمائیں کہ کیا اناجیل تثلیث کے عقیدہ کی تائید میں ہیں یا توحید کی تائید میں۔

قطعہ

میں گوہر ہوں کہ خاکِ رائیگاں ہوں؟
فنا تقدیر ہے یا جاوداں ہوں؟
وہ جوں جوں پاس آتے جا رہے ہیں
گماں ہوتا ہے میں بھی بیکراں ہوں

سید احمد اعجاز

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے :۔

لاتقولوا ثلاثة انتھوا خیر لکم انما اللہ الٰہ واحد
(نساء ۲۳۴ع)

یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس عقیدہ سے رک جاؤ تمہارے لئے بابرکت یہی ہے حقیقت یہ ہے کہ صرف خدا ہی ایک معبود ہے۔

نشانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کسوف و خسوف کا نشانِ عظیم

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بعثت اور آمد کے نشانات میں سے ایک نشان یہ بھی تھا کہ رمضان شریف کے مہینے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہوگا۔ حدیث دار قطنی کے علاوہ گزشتہ صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود تھی چنانچہ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۹ میں لکھا ہے :۔

"اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔"

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں بھی فرماتا ہے وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذٍ این المفر۔ (القیامۃ) اور چاند کو گرہن لگے گا۔ سورج اور چاند دونوں کو ایک حالت میں جمع کر دیا جائے گا۔ اس وقت انسان کہے گا کہ اب بھاگنے کی کہاں جگہ ہے۔

اس آیت میں سورج اور چاند کے گرہن کی پیشگوئی واضح الفاظ میں کی گئی ہے۔ دوسری طرف حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مہدی کے لئے اس کو بطور نشان کے قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں :۔

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه و لم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوات والارض۔" (دار قطنی جلد اوّل)

ہمارے مہدی کی تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ جو زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک کسی مدعی کی صداقت کے لئے ظاہر نہیں ہوئے اور وہ یہ کہ چاند کو رمضان میں (گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات یعنی تیرھویں تاریخ کو اور سورج کو (گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیسویں کو گرہن لگے گا اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں ایسا نشان کبھی کسی مدعی کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ چاند گرہن چاند کی تاریخوں ۱۳-۱۴-۱۵ میں سے کسی ایک دن میں ہوا کرتا ہے اور سورج گرہن ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخوں میں سے کسی ایک دن میں ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ بعینہٖ جس طرح حدیث کے الفاظ تھے ۱۳ رمضان ۱۸۹۴ کو چاند گرہن ہوا اور سورج کو ۲۸ رمضان کو ہوا۔ یہ ایک نہایت روشن نشان ہے جس سے قرآنی الفاظ کے مطابق "این المفر" انکار کی جائے فرار نہیں ہے مگر افسوس کہ انکار کرنے والوں نے اس کا بھی انکار کیا اور یہ واویلا کرنا شروع کر دیا کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ کو ہونا چاہیئے اور سورج گرہن ۱۵ تاریخ کو۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں ہلال کہتے ہیں نہ کہ قمر۔ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے۔ اور بطور تحدی کے فرمایا کہ اگر رمضان کی ان مقررہ تاریخوں میں خسوف و کسوف کا نشان ظاہر ہوا ہو تو میں ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا مگر اس قسم کی نظیر کہاں ہے ؟

جب سے دنیا قائم ہوئی ہے اس قسم کا واضح نشان کسی مامور اور مرسل کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ سورج اور چاند پر صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا تصرف ہے اس لئے یہ آسمانی واضح نشان اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی صداقت وحقانیت کے لئے ظاہر فرمایا۔

اس نشانِ عظیم کا اظہار کئی بزرگانِ اسلام اور صلحاء امت بھی کر چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت نعمت اللہ صاحب ولی امام مہدی کے ظہور کی علامتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

ماہ را روسیاہ مے نگرم
مہر را دل فگار مے بینم

یعنی میں چاند اور سورج کو گرہن لگتا ہوا دیکھتا ہوں۔

سبحان اللہ ! یہ نشان اس امر کی دلیل بین ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی مہدی معہود ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ؎

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

جب یہ نشان خسوف و کسوف کا ظاہر ہوا تو مسلمان خوشی سے اچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آگیا ہے اور امام مہدی پیدا ہو گئے۔ پس مبارک ہیں وہ جو آپ پر ایمان لاتے ہیں اور رضاءِ ربانی حاصل کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرت مسیح موعود علیہ السلام

"گھبراؤ نہیں۔ اگر میں سچا ہوں تو یہ مسجد تمہیں مل کر رہیگی"

کپور تھلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ فدائیت رکھنے والی مخلص جماعت تھی جس کا اخلاص قابلِ تقلید تھا۔ کپور تھلہ کے بعض غیر احمدیوں نے احمدیہ مسجد پر قبضہ کر کے احمدیوں کو بے دخل کرنا چاہا۔ اس بارہ میں مقدمہ عدالت میں کافی عرصہ تک چلتا رہا۔ یہ مخلص جماعت اس مقدمہ سے کافی گھبراہٹ میں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی گھبراہٹ پر فرمایا :۔

"گھبراؤ نہیں۔ اگر میں سچا ہوں تو یہ مسجد تمہیں مل کر رہے گی۔"
(اصحابِ احمد جلد ۴)

مگر جج کا رویہ انتہائی معاندانہ تھا اور عدالت کا ماحول مخالفانہ۔ چنانچہ جج نے تمام کوائف اور احوال کے پیشِ نظر بڑی بے باکی سے کہا :۔

"تم لوگوں نے نیا مذہب نکالا ہے۔ اب مسجد بھی تمہیں نئی بنانی پڑے گی اور ہم اسی کے مطابق فیصلہ دیں گے۔"

خدا کی قدرت کہ ابھی یہ فیصلہ تحریر میں نہیں آیا تھا۔ اس نے عدالت میں جا کر یہ فیصلہ تحریر کرنا تھا۔ اس نے عدالت میں جانے کے لئے اپنی کوٹھی کے برآمدہ میں بیٹھ کر نوکر سے بوٹ پہنانے کو کہا نوکر بوٹ پہنا رہا تھا کہ اس جج پر اچانک دل کا شدید حملہ ہوا اور چند لمحات میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کی جگہ دوسرا جج آیا تو اس نے کاغذات کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا اور احمدیوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے یہ مسجد احمدیوں کو دلا دی۔ یہ وہ نصرتِ الٰہی کا غیر معمولی واقعہ ہے جس سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے۔

اعتراضات کے جوابات

"کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں"

(مکرم نصر اللہ خاں صاحب ناصر "شاہد" مربی سلسلہ احمدیہ)

ان دنوں بعض مخالف علماء نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام پر اعتراضات کرتے ہوئے شرافت سے گرے ہوئے اور دل آزار حملے کئے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں علی پور ضلع مظفر گڑھ کے ایک مولوی ابو ضیاء مشتاق احمد صاحب نے ایک ٹریکٹ "حقیقت مرزائیت" لکھا ہے جس کے صفحہ ۶ پر حقیقت مرزا کے عنوان سے یہ شعر لکھا ہے :۔

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر خدائے ذوالجلال کے حضور انتہائی عاجزی، انکساری، فروتنی اور تذلل کے اظہار کے لئے ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے مامورین اولیاء اللہ اور دیگر صلحاء

کی فروتنی اور انکساری اسی کردار کی آئینہ دار ہوتی ہے اور اس کے بالمقابل تکبر، غرور اور نخوت اور انا ربکم الاعلی کہنا شیطنیت اور فرعونیت کی غمازی کرتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اے کرم خاک! چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو

خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے وصل کے لئے خاکساری اور عاجزی کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ کبر و غرور کی۔ محبوب حقیقی کے عنایات و کرم حاصل کرنے کی یہی راہیں ہیں اور اس سے ملنے کا یہی نسخہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

گزشتہ انبیاء اور صلحاء کا نمونہ بھی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار اسی رنگ میں کرتے ہیں۔ ہم بعض اقوال پیش کرتے ہیں۔

(۱)

حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پر میں تو کیڑا ہوں۔ انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت نما اور لوگوں میں حقیر۔ وہ سب جو مجھے دیکھتے ہیں میرا مضحکہ اڑاتے ہیں"۔

(زبور باب ۲۲ آیت ۶، ۷)

عربی بائیبل میں عار عند البشر کے الفاظ درج ہیں۔ ناظرین حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے شعر کو اس کے بالمقابل رکھ کر غور فرمادیں۔

(۲)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے ایک شخص نے ہمیشہ کی زندگی کا وارث بننے کے لئے نصیحت چاہی اور نیک استاد کہہ کر مخاطب کیا تو آپ نے فرمایا:۔

"تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا" (مرقس باب ۱۰ آیت ۱۸)

(۳)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک واقعہ یوں مذکور ہے۔

"نقل ہے کہ ایک روز شبلیؒ عظمت الٰہی سے متحیر اور بے قرار ہو کر اپنے مکان سے غائب ہوئے تو مرید اس شیخ باکمال کی تلاش اور جستجو میں سراسیمہ جا بجا پھرنے لگے اس حالت میں کسی شخص نے مریدان باصفا کو خبر دی کہ پیر تمہارے بلباس مخنثوں کے درمیان مخنثوں کے بیٹھے گریہ و زاری کرتے ہیں مریدان باوفا یہ سن کر باہ و فغاں، افتاں و خیزاں مکان مذکورہ کی طرف گئے تو دیکھا کہ حقیقت میں دریائے حسرت و یاس میں مستغرق بیٹھے رو رہے ہیں۔ مریدان صادق الاعتقاد نے بآداب دلجہد عجز و نیاز کے امام وقت سے یہ عرض کی کہ اے شیخ وقت یہ کیا حال ہے حضرت شبلی نے فرمایا کہ میں نے اپنی حقیقت آج معلوم کی کہ میں نہ مرد ہوں نہ زن۔ کیونکہ مرد ہوتا تو مثل جنیدؒ کے ہوتا۔ اور اگر زن ہوتا تو مثل رابعہ کے ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ مخنث ہوں اور مخنث کا رہنا مخنثوں میں بہتر ہے۔ یہ کہہ کر شیخ مع مریدوں کے بتواجد و شوق کے دو آگے مثل ان ابیات کے بآواز خوش الحانِ داؤدی کے پڑھ کر تمام ذی روح اور جمادات اور نباتات کو عظمت الٰہی سے سوختہ اور بریاں کر کے باہ و فغاں صحرا کو سدھارے۔ ابیات یہ ہیں:۔

کاش کہ ہرگز نہ زادے مادرم
تا نہ کردے کشتہ نفس کافرم
کاش کہ ہردم نہ بودے نام من
تا نہ بودے جنبش و آرام من

(تحفۃ العارفین ص ۳۱ تصنیف شاہ عبد الصمد قدس سرہ)

(۴)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق روایت ہے کہ:۔

"آپ ایک مرتبہ مسجد کے دروازے پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور رونے لگے۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کو حائضہ عورت کی طرح پاتا ہوں جو اپنی ناپاکیزگی کی وجہ سے مسجد میں جانے سے ڈرتی ہے"

(تذکرۃ الاولیاء ص ۳۵)

(۵)

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ متکبر شخص خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کی معرفت اسے نصیب ہو سکتی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں "متکبر شخص معرفت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔ لوگوں نے متکبر کی تشریح چاہی تو آپ نے فرمایا متکبر وہ ہے جو کائنات میں کسی نفس کو اپنے نفس سے زیادہ ناپاک خیال کرے۔"

(تذکرۃ الاولیاء، ذکر بایزید بسطامی)

چونکہ خدا تعالیٰ کے بندوں کا مقصود خدا تعالیٰ کی محبت اس کی معرفت اور اس کے ساتھ تعلق حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ انتہائی طور پر انکساری اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے حضور ان کا مقام بڑا عظیم الشان ہوتا ہے۔ کیا مولوی ابوضیاء صاحب منقولہ اقتباسات سے حقیقت مراد لیتے ہیں اگر نہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب پر یہ حملہ کیوں کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس شعر میں عجز و انکسار اور تذلل و فروتنی کا اظہار کیا ہے اس سے حقیقت مراد نہیں لی جا سکتی۔

شذرات:۔

مذہب سے بڑھتی ہوئی بیگانگی!

لاہور کا ایک اخبار رقمطراز ہے:۔

"مذہب سے بڑھتی ہوئی بیگانگی اور فرار ملک کے مذہب دوست طبقہ کے لئے باعث تشویش بن رہا ہے یہ رجحان وقتی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ دو سو سالہ محکومی کے اثرات اس کے پس منظر میں بدستور محو عمل رہے ہیں"

"یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر دنیاوی اور جدید فنی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا اہتمام باقاعدگی سے نہ کیا گیا تو ملک میں لامذہبیت پھیل جائے گی۔ اور اسلامی معاشرہ ہرگز قائم نہ ہو سکے گا۔ پاکستان اسلام کے نام پر لیا گیا اور اس کے لئے عظیم قربانیاں کی گئی ہیں۔ اور اگر دینی تعلیم کی اشاعت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو بنیادی مقصد ہرگز حاصل نہ ہو سکے گا نظم و ضبط اور ملک کی ترقی قیام اخلاق کے لئے مذہبی تعلیم اور دینی ثقافت لابدی امر ہے۔ خوشی کا مقام ہے کہ محترم صدر صاحب پاکستان اس معاملہ میں ذاتی دلچسپی لے رہے ہیں کہ دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم پر زور دیا ہے" یہی معاصر لکھتا ہے:۔

"احسان شناسی کا تقاضا تو یہ تھا کہ تمام غیر اسلامی حرکتوں سے مونہہ موڑ لیا جاتا۔ ام الخبائث شراب مخلوط اجتماعات عریاں ناچ گانے اور دیگر فواحش جنہیں اس ملک کی اکثریت قطعاً پسند نہیں کرتی ممنوع قرار دے دئیے جاتے لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہے۔"

خدا کرے کہ معاصر کی یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو۔

"عیسائیوں سے ٹکر لینے کے لئے احمدی کام کر رہے ہیں"

ہالینڈ کے کثیر الاشاعت روزنامہ ووروُم نے اپنے اداریہ میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ منعقدہ ربوہ کی قدرے تفصیلی خبر دیتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ یہ جماعت اب تک یورپ کے بہت سے ممالک میں تبلیغی مشن قائم کر چکی ہے۔ اس اداریہ کے ضمن میں روزنامہ مذکور یہ غلط بیانی کرتا ہے کہ یہ جماعت عیسائیوں اور مسلمانوں کی اس خلیج کو وسیع تر کر رہی ہے۔

روزنامہ مغربی پاکستان" بہاولپور اس فقرہ کے متعلق اپنی اشاعت ۱۲ مارچ ۶۷ء میں تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"ہم بحیثیت ایک مسلمان اخبار مذکور کی اس بات کو ہرگز تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ احمدیہ جماعت مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان خلیج کو وسیع کر رہی ہے کیونکہ یہ کام تو صرف عیسائی مشنریوں کے لوگ خود سرانجام دے رہے ہیں۔ اخبار یہ بات بھی تسلیم کرتا ہے کہ عیسائی مشنری لوگ ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے بھاگ جانے میں اپنی خیریت سمجھتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر عیسائی اپنے قول و فعل میں سچے ہیں تو کیوں مناظرہ کرنے سے گھبراتے ہیں تاریخ شاہد ہے کہ جتنی صلیبی جنگیں لڑی گئیں وہ اسلام اور حق کی

سربلندی کے لئے ہوئیں۔ عیسائی لوگ شروع ہی سے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے برسرِ پیکار رہے اگر وہ جنگ میں شکست کھا گئے تو تبلیغی میدان میں مسلمانوں کے پاک اور معصوم دلوں میں اسلام سے نفرت کرنے والا زہریلا مادہ داخل کرنے میں مصروف ہو گئے لیکن جب اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کے جواب کی توفیق بخشی تو وہ اپنی ناکامی کا اعتراف کرنے کی بجائے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے راہ ہموار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ مذکورہ سطور لکھنے کا ہمارا مقصد یہ نہیں کہ جماعت احمدیہ کی وکالت کے فرائض سرانجام دئے جائیں بلکہ ہم بحیثیت ایک آزاد پاکستانی صحافی اپنی رائے کا اظہار کرنے کا پورا پورا حق رکھتے ہیں "

(۳)

عیسائی مشنری اداروں کی اسلام دشمن سرگرمیاں کراچی ثانوی تعلیمی بورڈ کی مقرر کردہ کمیٹی نے تحریر کیا ہے :۔

"کراچی میں عیسائی مشنری اداروں کی اسلام دشمن سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف اپنے سکولوں میں پڑھنے والے بچوں اور بچیوں کو جبری طور پر غیر اسلامی نصاب پڑھاتے ہیں بلکہ ثانوی تعلیمی بورڈ نے اسلامی تعلیمات کا جو درسی نصاب مقرر کیا ہے۔ اسے خاطر میں ہی نہیں لاتے"۔

یہ بے باکی اس لئے بھی ہے کہ اصحاب ثروت وحیثیت اپنے بچوں کو ایسے سکولوں میں تعلیم دلانا موجب عزت اور فخر سمجھتے ہیں تعجب ہے کہ ایسے بچوں کے والدین کو یہ احساس ہی نہیں کہ ان کی اولاد اسلام سے بیگانہ ہو رہی ہے۔ اگر یہی صورتِ حال قائم رہی تو اس آئندہ نسل کے متعلق یہ توقع رکھنا محال ہے کہ وہ دین کو سمجھنے والی ہوگی۔

(۴)

ایک تعمیری تجویز

ارباب حل وعقد کو روح اسلام سے سرشار ہونا چاہیئے "معمار نو" نے وقت نے اپنے حالیہ اداریہ میں ایک تعمیری تجویز "افسروں کو روح اسلام سے سرشار کیجئے" کے عنوان سے تحریر کی ہے۔

ارباب اقتدار کا یہ اولین فریضہ اور ذمہ داری ہونی چاہیئے کہ وہ افسر شاہی کو روح اسلام سے سرشار کرنے کی کوشش کریں۔ سول سروس اکیڈمی اور افسروں کے دوسرے تربیتی اداروں میں اسلامی روایات و نظریات کی تدریس و تربیت کا اہتمام بخوبی کیا جا سکتا ہے اس سے کم از کم یہ تو ہوگا کہ ان اداروں سے نکلنے والے افسر صحیح معنوں میں مسلمان بن سکیں گے اور وہ اپنے علاقوں میں پہنچنے کے بعد اپنی قابل تقلید زندگی سے اپنے ماتحت افسروں اہل کاروں اور عام لوگوں کے لئے نمونہ پیش کر سکیں گے"۔

حقیقت یہ ہے کہ ملک میں فلاحی معاشرہ کے قیام کے لئے مندرجہ بالا تجویز نہایت اہم حیثیت رکھتی ہے اور یہ عملی تجویز ہے۔ جس کی طرف حکومت کو توجہ کرنی چاہیئے۔

افتاء

چند سوالات اور ان کے جواب

سوال۔ کیا امام الصلوٰۃ قومہ میں صرف سمع اللہ لمن حمدہ ہی کہے یا ربنا لک الحمد بھی کہہ سکتا ہے۔

جواب :۔ ہماری جماعت کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو تسمیع اور تحمید دونوں کہے اگر امام ہو تو تسمیع بلند آواز سے کہے اور چاہے تو تحمید آہستہ آواز سے کہہ سکتا ہے باقی مقتدی صرف تحمید کہیں۔ البتہ تسمیع بھی ان کے لئے جائز ہے۔ کوئی روک نہیں احادیث میں یہ ساری صورتیں مروی ہیں۔ موقعہ کی مناسبت سے دو حدیثیں درج ذیل ہیں

(۱) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا ولک الحمد۔ (بخاری)

یعنی جب امام تسمیع کہے تو تم جو مقتدی ہو اس کے جواب میں تحمید کرو۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سمع اللہ لمن حمدہ حین یرفع صلبہ من الرکعۃ ثم یقول وھو قائم ربنا لک الحمد (بخاری ومسلم)

یعنی حضور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو ربنا لک الحمد کہتے۔

غرض منفرد، امام اور مقتدی تینوں کے لئے کوئی سی صورت جائز ہے۔ باقی جو بہتر صورت ہے، وہ اوپر بیان ہو چکی ہے۔

سوال :۔ جو سورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص نمازوں میں تلاوت فرمائی ہیں اگر ہم بھی ان سورتوں کو ہمیشہ ان نمازوں میں تلاوت کریں تو کیا یہ ٹھیک ہوگا۔ مثلاً وتروں کی نماز میں سورۃ اعلیٰ۔ کافرون اور اخلاص اور جمعہ کی نماز میں جمعہ اور منافقون یا اعلیٰ اور غاشیہ پڑھنا۔

جواب۔ ان سورتوں کا علی الاطلاق التزام تو درست نہیں۔ البتہ عام طور پر ان سورتوں کو پڑھنا موجب ثواب ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی التزاماً یہ سورتیں نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ کبھی کبھی اس کا تعہد فرماتے۔ اور ہمیں بھی یہی درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے سوائے اسکے کہ کوئی عذر ہو۔

سوال۔ کیا عورت اکیلی سفر کر سکتی ہے؟

جواب۔ عورت محرم کے بغیر لمبا سفر کر سکتی ہے یا نہیں اس کا تعلق حالات سے ہے اگر حالات اطمینان بخش ہیں اور ساتھ قابل اعتبار ہے تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔ یوں محرم کے بغیر سفر کو اسلام نے اصولاً پسند نہیں کیا۔

سوال۔ شرعاً قسم کس پر واجب ہوتی ہے۔ کیا کوئی شخص دوسرے شخص کی طرف سے قسم کھا سکتے ہیں؟

جواب :۔ اسلامی احکام کے مطابق قسم صرف مدعی علیہ پر آتی ہے کسی اور کے قسم کھانے کی کوئی قانونی، شرعی اور قضائی قدر و قیمت نہیں اور نہ ہی اس وجہ سے اس پر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ البتہ اس طرز اعتماد و اعتبار کو ہم ایک طرح کی ضمانت قرار دے سکتے ہیں۔ یعنی قسم کھانے والا دراصل اسکی ذمہ داری لیتا ہے کہ اگر شخص نامزدہ کا جرم ثابت ہوا تو اس پر عائد ہونے والی ذمہ داری کا وہ ضامن ہوگا اور یہ مالی ذمہ داری اس سے پوری کرائے گا یا خود پوری کرے گا۔ اسلام اس قسم کی پیشکش کو ناجائز سمجھتا ہے اور اپنی مرضی سے جو ایسی ضمانت دے اسے تسلیم کرتا ہے

(ناظم دارالقضاء)

انگریزی عہدِ حکومت اور مذہبی آزادی

مکرم محمود احمد ابن عبدالجلیل صاحب عشرت۔ ربوہ

ہندوستان میں انگریزی حکومت اپنی بہت سی خرابیوں کے ساتھ بعض خوبیاں بھی لائی تھی جن میں سے ایک مذہبی آزادی تھی۔ ہندو، مسلمان، سکھ اور عیسائی غرض ہر مذہب کے افراد آزادانہ طور پر اپنی مذہبی عبادات و رسوم بجا لا سکتے تھے اور پُر امن طور پر اپنے خیالات کی تبلیغ و اشاعت کر سکتے تھے۔ مسلمانانِ ہندوستان کے لئے یہ مذہبی آزادی خاص طور پر زیادہ باعث مسرت تھی کیونکہ عہد افرنگی سے قبل پنجاب میں سکھوں کے عہدِ حکومت میں مسلمانوں پر بے پناہ ظلم ڈھائے گئے تھے اور ان کی مذہبی آزادی پر ناروا پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں۔ انتہائے ستم یہ تھی کہ بعض علاقوں میں اذان تک دینا جرم تھا

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں اُس وقت کے مسلمان علماء نے حکومت انگریزی کی اس رواداری کی پالیسی کو بنظرِ تحسین دیکھا اور اس کی تعریف کی۔ گزشتہ مولانا الطاف حسین صاحب حالی مرحوم کے بارے میں ہفت روزہ "جہان نو" کراچی کی ۵ اپریل ۱۹۶۷ء کی اشاعت سے ایک اقتباس درج ہے۔

"آپ حضرت ممدوح (یعنی مولانا الطاف حسین صاحب حالی مرحوم۔ ناقل) ایک طرف تو یہ مسدس اور اس قسم کا لٹریچر لکھتے تھے اور دوسری طرف انگریز کی تعریف و توصیف میں بھی قصیدے موزوں فرماتے رہتے تھے۔ مثلاً ملکہ وکٹوریا کے لاج میں اپنی خوش نصیبیوں کا ذکر فرماتے ہیں :۔

ہم ہیں وکٹوریا کے عہد رافت میں پلے ۔۔۔ امن و آزادی کی ہم نے کھائی ہے برسوں ہوا
جانتے ہیں ہم کہ پلتی ہے رعیت کس طرح ۔۔۔ کس طرح ہوتے ہیں مقبولِ جہاں فرماں روا

مولانا شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں سے لے کر آج تک مسلمانوں کا ہمیشہ یہ شعار رہا کہ وہ جس حکومت کے زیر سایہ رہے اُس کے وفادار اور اطاعت گزار رہے۔ یہ صرف ان کا طرز عمل نہ تھا بلکہ ان کے مذہب کی تعلیم تھی جو قرآن مجید، حدیث، فقہ، سب میں کنایۃً اور صراحتاً مذکور ہے"

(مقالات شبلی جلد اوّل ص۱۷۱ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۵۵ء منقول از "الفرقان" جمادی الاول ۱۳۵۳ھ)

صدی چہاردہم کا قریب الاختتام زمانہ
اور
مسیح موعود کی آمد

؎ یار وجو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا

مکرم مولوی محمد اجمل صاحب شاہد ایم اے مربی سلسلہ کراچی

ہجری تقویم کی رو سے ماہ محرم کی آمد کے ساتھ ہی صدی چہاردہم میں سے چھیاسی سال بیت گئے ہیں اور اس طرح یہ صدی اپنے اختتام کے قریب پہنچ گئی ہے۔ . . . . ہر نیا طلوع ہونے والا سال مسلمانان عالم کو اس امر کی دعوت دیتا ہے کہ وہ فرمودہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس صدی کے مصلح و مجدد کے متلاشی ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے مامور کے حلقہ بیعت میں آکر سعادت دارین حاصل کریں۔

اسلامی دنیا میں صدی چہاردہم اس لحاظ سے بہت مشہور و معروف تھی کہ اس میں عالم اسلام دینی و دنیوی اعتبار سے ادبار و تنزل کا شکار ہونیوالا تھا اور ایسے نازک دور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک آنیوالے مسیح و مہدی کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عظیم الشان دور شروع ہونے والا تھا اس صدی کے شروع میں جو لٹریچر شائع ہوا اس میں جو جذبہ شدت کے ساتھ واضح طور پر سامنے آتا تھا وہ یہی تھا کہ اسلام کے خاکستر سے جلد ہی ایک چنگاری روشن ہونے والی ہے۔ جو قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دے گی۔ چنانچہ آنے والے موعود کے لئے سالوں کا تعین اور دنوں کا تقرر کئے جانے لگا اور سب کی نظریں فضائے آسمانی کی پنہائیوں اور معقول میں کھوئی ہوئی تھیں اور وہی ہستی تمام امیدوں کا مرکز اور تمام ترقیات اسی کی ذات سے وابستہ تھیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق اور لوگوں کی موہوم امیدوں کے برعکس اپنے مسیح و مہدی کو ایسے رنگ میں دنیا میں مبعوث کیا کہ بما لا تہوی انفسکم استکبرتم کا مصداق ٹھہرا۔ اسی لئے بجائے خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کے اصولوں کے مطابق اس کی صداقت کو پرکھنے کے اپنی ہی تجویز کردہ علامات اور اپنے ہی مقرر کردہ اصولوں سے اسے ناپنے کی کوشش کی اور پھر اسکی شدید مخالفت اور تمسخر و استہزاء سے قرآنی صداقت ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون کو سچا ثابت کر دکھایا۔ مگر صداقت شعار روحیں اس کے اردگرد جمع ہو گئیں اور انہوں نے روحانی خزائن سے اپنے دامن بھر لئے اور باقی اپنے موہوم مسیح و مہدی کے انتظار میں لگے رہے۔

انتظار کی گھڑیاں بڑی ہی طویل اور جان لیوا ثابت ہوئیں۔ ماہ و سال گذرتے گئے۔ ہجری اور قمری صدی نصف سے گذر کر اپنے اختتام کی طرف رواں دواں ہے اور ہر نیا سال مسلمانوں کو اس بات کے لئے جھنجھوڑتا رہا کہ وہ صدی کے سر پر آنیوالے موعود کی شناخت کے لئے سرگرداں ہوں۔ مگر ان کی امیدوں کے مطابق نہ کوئی آسمان سے نازل ہوا اور نہ ہی زمین کی غار سے برآمد ہوا اور بالآخر آہستہ آہستہ امید و یاس کی کشمکش شروع ہوئی اور تھوڑے سے ہی عرصہ میں مایوسی کے سیاہ بادل تمام عالم اسلام پر چھا گئے۔ اور چونکہ خدائی تقدیر دنیا میں ظہور پذیر ہو چکی تھی اور عین وقت پر اور صدی کے شروع میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مبعوث ہو چکے تھے اور آپ نے یہ اعلان فرمایا تھا۔

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد
منم مسیح بہ بانگ بلند مے گویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

اس لئے مصلح وقت کی آمد کے بعد کسی اور شخصیت کی آمد کا انتظار عبث تھی اور منکرین نے عقیدہ ظہور امام مہدی اور نزول مسیح کی عقلی توجیہات شروع کر دیں ایک طبقہ نے اس عقیدہ کا ہی انکار شروع کر دیا اور کہا کہ درحقیقت یہ مجوسی خیالات کا اثر ہے اور مسلمانوں نے متاثر ہو کر اس عقیدہ کو اپنا لیا ہے ورنہ ایک کامل دین کے بعد کسی مصلح کی ضرورت ہی کیا ہے چنانچہ علامہ اقبال نے اسی وجہ سے یہ کہا ؎

مینارِ دل پہ اپنے خدا کا نزول دیکھ
اب انتظارِ مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

یعنی دمشقی مینار پر نازل ہونے والے مسیح کے انتظار کو ترک دینا چاہیئے اور اپنے "دل کے مینار" پر خدائی تجلیات کے نزول کو دیکھنا چاہیئے مگر وہ اس امر کو بھول گئے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے وحی و الہام کی باران رحمت اپنے مرسلین کے ذریعہ ہی فرماتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا تعالیٰ اپنے غیب کی کثرت اپنے چنیدہ رسول کے ذریعہ ہی عطا فرماتا ہے۔

پھر ایک طبقہ ایسا پیدا ہوا جو احادیث میں مسیح و مہدی کی بکثرت آمد کی خبروں کا انکار تو نہ کر سکا مگر اس عقیدہ کی اہمیت کو ختم کرنے کے لئے پوری کوشش کی الغرض نے امام مہدی کی تصویر ایک سیاسی لیڈر کے رنگ میں کھینچی اور حضرت مسیح کی آمد کو محض ایک ظنی قصہ قرار دیا اس طبقہ کے سرخیل مولوی مودودی صاحب ہیں مسلمانوں دیگر فرقوں اور تنظیموں میں بھی مسیح کی آمد کا عقیدہ محض ایک رسمی اور زوال کی صورت اختیار کر گیا ہے وہ جوش و خروش جو صدی کی ابتداء میں تھا وہ سرد پڑ چکا ہے۔ کبھی اسکی آمد پر اصرار ہے اور کبھی بالکل انکار ہے۔ ان کی محفلیں اس عظیم موعود کے تذکرہ سے معرا ہیں ان کی کتب اور رسائل اس کے ذکر سے خالی ہیں۔ ایک عجیب انقلاب ہے کہ جہاں شب و روز اسکی آمد کے لئے دعائیں مانگی جاتی تھیں ؎ آنیوالے آدمانے کی امامت کے لئے اور کبھی یہ حالت ہے کہ مایوس و ناامیدی کا شکار ہو کر کہہ رہے ہیں ؎

امام مہدی گیا یا نہ دوبارہ آئے

انسانی تخیلات میں یہ عظیم انقلاب بھی اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر دنیا میں ظہور پذیر ہو چکی ہے۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ اس صدی میں کوئی مجدد اور مصلح خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صلحائے امت کی اس صدی کے متعلق پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ معاذ اللہ

ملائیشیا میں تبلیغ اسلام
سات افراد کا قبول حق۔ لٹریچر کی تقسیم۔ ملاقاتیں

مکرم بشارت احمد صاحب امروہی مبلغ اسلام ملائیشیا

احمدیہ مسلم مشن سبا ملائیشیا کی سہ ماہی رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے:۔

عرصہ زیر رپورٹ میں حسب ذیل صورتوں میں پیغام حق تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ہر دو طبقوں تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔

تبلیغ بذریعہ لٹریچر۔ بذریعہ ڈاک ملک کے مختلف مقامات میں رہائش پذیر زیر تبلیغ احباب کو بھجوایا گیا۔

ملاقاتیں

مختلف محکمہ جات کے دفاتر میں کارکنوں اور افسروں سے ملاقات کر کے تبلیغ کی گئی پاکستانی ہندوستانی مسلمان۔ سکھ۔ ہندو۔ چینی تجار کو ان سے ان کی دکانوں اور دیگر ٹھکانوں پر ملاقات کر کے پیغام حق پہنچایا گیا۔ ٹیچرز ٹریننگ کالج کے طلبہ و طالبات جو مختلف النسل۔ مذہب اور علاقوں سے تعلق رکھتے تھے سے کالج کے ہوسٹل میں ملاقات کر کے ان کے سوالات کے جوابات دئے۔ اور اسلام کی برتری پر روشنی ڈالی

مشن ہاؤس میں ملاقات اور قیام

عرصہ زیر رپورٹ میں بعض غیر از جماعت دوست دور سے تشریف لائے اور مشن ہاؤس میں قیام کیا۔ ان کے قیام کے دوران ان سے ملاقات کے لئے شہر کے مختلف لوگ بھی آتے رہے۔ ایسے تمام مواقع سے فائدہ اٹھایا گیا اور مناسب رنگ میں دینی امور اور مسائل پر روشنی ڈالی۔ احمدیت کے خلاف پروپیگنڈا کا ازالہ کیا۔ اسلام کے متعلق غلط تصورات کی حقیقت بیان کی۔

عیدین

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی تقریبات پر خطبات عیدین میں عیدوں کی غرض اور ان میں پوشیدہ اسباق پر روشنی ڈالی گئی۔ عیدوں سے متعلق مسائل اور ان کی پابندی اور فلسفہ بھی زیر بحث آیا

بیعت

عرصہ زیر رپورٹ میں سات احباب نے حق قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مقامی اخباروں میں بھی مضامین شائع کرائے گئے اور اس رنگ میں اسلام کا دفاع کیا گیا۔

احباب جماعت تبلیغ کے فریضہ کو باحسن وجوہ ادا کرنے کی توفیق کے لئے دعا فرمادیں مولا کریم حقیر کوششوں میں برکت دے۔

آمین

ضروری اعلانات

سلسلہ کی اراضیات سندھ میں آبادکاری کے مواقع

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کے ایسے احباب کو جو کم رقبہ کے مالک ہوں یا بطور مزارعہ کام کر سکتے ہوں سندھ میں سلسلہ کی اراضیات پر آباد ہونے کی تحریک فرمائی تھی اور اس کے فوائد اور برکتوں سے جماعت کو آگاہ فرمایا تھا۔ حضور کی یہ تحریک احمدیہ اسٹیٹس میں جاکر آباد ہونے والوں کے لئے اور سلسلہ کے لئے بحیثیت مجموعی بڑی خیر و برکت کی حامل ہے۔ میں جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر ان کے حلقہ میں ایسے دوست ہوں جو سندھ کی اراضیات پر جاکر آباد ہو سکتے ہوں تو ان کو آمادہ کریں اور خاکسار کو بھی اطلاع دیں۔

(ناظر زراعت صدر انجمن احمدیہ)

اطفال کے امتحانات ۲۶ ؍مئی کو ہوں گے

سب احمدی والدین۔ مربی صاحبان و دیگر عہدیداران اطفال الاحمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ جلد اپنے اطفال کو مقررہ نصاب یاد کروا کر ان امتحانات کے لئے پوری طرح تیار کر دیں۔ مرکز کی طرف سے نصاب کی کتابیں "کامیابی کی راہیں" بڑی محنت سے ہر معیار کے لئے الگ الگ تیار کروائی گئی ہیں۔ ان سے پورا فائدہ اٹھائیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تربیتی کلاس

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی چودھویں مرکزی تربیتی کلاس انشاء اللہ العزیز ۲۸ اپریل ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک۔ شروع ہو کر ۱۲ مئی ۱۹۶۷ء تک ربوہ (ایوان محمود) میں جاری رہے گی اس کا نصاب حسب ذیل ہے۔

۱۔ قرآن کریم۔ پہلا پارہ نصف اول معہ ترجمہ ومختصر تفسیر۔ مضامین جمع قرآن ضرورت قرآن۔ حفاظت قرآن۔

۲۔ حدیث۔ احادیث الاخلاق۔ نبراس المومنین۔ مضامین۔ تدوین حدیث مقام حدیث۔ سنت حدیث میں فرق۔

۳۔ فقہ۔ عمومی تعارف اور ضروری فقہی مسائل۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

رعائتی قیمت پر لٹریچر حاصل کیجئے!

ہمارے پاس رعائتی قیمت پر دینے کے لئے مندرجہ ذیل لٹریچر موجود ہے۔ جماعتوں کو جس کتاب کی ضرورت ہو طلب فرمالیں۔ محصولڈاک اس رعائتی قیمت کے علاوہ ہوگا

۱۔ غلبہ حق — ۲—۲۵

۲۔ شان مسیح موعود — ۰—۵۰

۳۔ حافظ کمیرپوری کے وساوس کا ازالہ — ۰—۵۰

۴۔ مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء — ۱—۵۰

۵۔ ر تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء — ۲—۰۰

۶۔ احمدیہ تحریک پر تبصرہ — ۱—۵۰

۷۔ نبوت و خلافت کے متعلق اہل پیغام اور جماعت احمدیہ کا موقف — ۰—۵۰

۸۔ بشارات رحمانیہ — ۰—۱۲

۹۔ چار تقریریں متعلقہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ — ۲—۰۰

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کے لئے دے۔

چندہ جلسہ سالانہ

اب صدر انجمن احمدیہ کے مالی سال کے ختم ہونے میں بہت کم وقت رہ گیا ہے لیکن ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ کی مد میں اتنی رقم وصول نہیں ہوئی جس سے جلسہ سالانہ کا خرچ پورا ہو سکے لہذا جن جماعتوں کی اس چندہ کی وصولی بجٹ سے کم ہے۔ ان جماعتوں کے عہدیداروں سے التماس ہے کہ چندہ عام اور حصہ آمد کی وصولی کے ساتھ ساتھ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کریں۔ تا کوئی دوست اس لازمی چندہ میں حصہ لینے کے ثواب سے محروم نہ رہ جائے اور ۳۰ ؍اپریل سے پہلے پہلے ہر جماعت کا بجٹ پورا ہو جائے۔

(ناظر بیت المال)

ہر قسم کا اسلامی لٹریچر

اپنے قومی سرمایہ سے جاری شدہ

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ

سے

حاصل کریں

(مینیجر)

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار۔ کیل۔ پڑتل چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورتمند احباب ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں

سٹار ٹمبر سٹور ۹۰ فیروزپور روڈ لاہور

سرمہ نور والوں کا

نورانی کاجل

و دیگر ادویات افضل برادرز گولبازار سے مل سکیں گی خریدتے وقت

شفاخانہ رفیق حیات

کا لیبل دیکھ لیا کریں۔

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

نور کاجل والوں کا

سُرمہ نوری

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے نسخہ کے مطابق اعلیٰ اجزاء سے

تیار کردہ

قیمت پچاس پیسے ایک روپیہ

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

نور کاجل کی شہرت اور قبولیت!

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں:-

"میں خود اور میرے بہت سے عزیز نور کاجل تیار کردہ خورشید دواخانہ ربوہ استعمال کرتے ہیں۔ بہت مفید اور ٹھنڈا کاجل ہے بلکہ میں تو پاکستان اور انڈیا بھی اپنے عزیزوں کو تحفۃً یہی کاجل بھجواتی ہوں۔ بچوں کے لئے بہت مفید پایا ہے۔"

تیار کردہ خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

قالین بنانے والے کاریگروں کے لئے نادر موقع

جو کاریگر صاحبان ربوہ میں رہائش رکھ کر لاہور اور لائل پور جیسے بڑے شہروں جتنی اجرت کمانا چاہتے ہوں وہ حفیظ احمد اینڈ کمپنی دار الصدر ربوہ کی طرف رجوع کریں جس فیملی کے کم از کم دو کاریگر ہوں گے ان کی رہائش کے لئے کوارٹر مفت مہیا کیا جائیگا درخواستوں کے ساتھ پریذیڈنٹ یا امیر جماعت کی تصدیق آنی ضروری ہے

منیجر حفیظ احمد اینڈ کمپنی دار الصدر - ربوہ

احباب سے گزارش

ہم نے نواں کوٹ ملتان روڈ پر دوائیاں بنانے کا کارخانہ شروع کیا ہے احباب کرام سے تعاون ہمدردی اور دعا کی درخواست ہے،

برٹش فارمیوٹیکل کارپوریشن
۶۱/۲ نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور

تسلی بخش کام

ہر قسم کی موٹر کاروں اور رکشا وغیرہ کی مرمت کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں، کام تسلی بخش، اجرت مناسب، سیکنڈ ہینڈ موٹر کاروں، اور رکشا وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے بھی ہماری خدمات سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے

ایم ایم اے ۱۱ ملتان روڈ لاہور

قابل اعتماد سروس
سرگودھا سے سیالکوٹ

عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی

کی آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے (منیجر)

احباب ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس

پرنس

ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

کی دلکش اور آرام دہ بسوں میں سفر کریں
(منیجر)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں (منیجر)

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ کی مقبولِ عام و مشہور ادویہ

تریاقِ معدہ

پیٹ درد، بدہضمی، اپھارہ، بھوک نہ لگنا کھٹے ڈکار، ہیضہ، اسہال، متلی اور قے، ریاح خارج نہ ہونا۔ بار بار اجابت اور قبض کے لئے نہایت مفید زود اثر اور کامیاب و مقبول عام۔
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

سُرمہ ہمدردِ چشم

کمزوریٔ نظر، دھند، جالا۔ پھولا، آنکھوں سے پانی بہنا۔ خارش۔ پڑوال اور ککروں کے لئے ازحد مفید ہے۔
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

اکسیر پائیوریا

مسوڑھوں سے خون اور پیپ کا آنا (پائیوریا) دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں کی میل ٹھنڈے یا گرم پانی کا لگنا اور مونہہ کی بدبو دور کرنے کے لئے اکسیر ہے۔
فی شیشی ایک روپیہ پچاس پیسہ

پیامِ نور

تلی اور جگر کا بڑھ جانا۔ ضعف جگر، ضعف ہضم، دائمی قبض اور خرابی خون، کمر درد، جوڑوں کا درد۔ نیز درد دل کی دھڑکن اور خون کی کمی کو دور کر کے اعصاب کو طاقت بخشتا ہے،
قیمت فی بوتل چار روپیہ

مفید منجن

دانتوں کو صاف اور چمکدار، مسوڑھوں کو مضبوط اور مونہہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ دانتوں کی روزانہ صفائی کے لئے بہترین تحفہ۔
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

حبوب مفید اٹھرا

مرض اٹھرا کا مشہور اور کامیاب علاج۔ مردہ بچے پیدا ہونا یا پیدا ہو کر مختلف امراض سے فوت ہو جانے کے لئے اکسیر ہے۔
قیمت فی شیشی پانچ روپیہ
مکمل کورس پندرہ روپے

۲۰ سالہ دمہ کا ایک کیس

"خاکسار کی والدہ صاحبہ عرصہ قریباً ۲۰ سال سے شدید قسم کے دمہ کے مرض میں مبتلا تھیں۔ اکسیر دمہ "ASTHMA CURE" کی چار خوراکیں استعمال کرانے سے بفضلہ تعالیٰ انہیں آرام آگیا۔ سردیوں کا موسم بھی جس میں یہ تکلیف بہت بڑھ جاتی ہے بفضلہ تعالیٰ بخیریت گزر گیا۔ آزمائش کے لئے انہیں چاول بھی کھلائے گئے۔ .. حتیٰ کہ اب انہیں میٹھے چاولوں سے بھی (جو پہلے اُن کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتے تھے) کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک"

یہ رپورٹ جناب نور الحق صاحب مظہر ۱۹ رحمٰن بلڈنگ مغل پورہ لاہور نے مورخہ ۶/۲/۶۷ کو دی ہے۔ نوٹ۔ اکسیر دمہ۔ اکسیر لبا سیر۔ اکسیر درد مفاصل۔ اور اکسیر سر درد وغیرہ کے چار چار خوراکی طاقتور کورس دس دس روپیہ میں ہم سے حاصل کریں!

کیوریٹو میڈیلین کمپنی ۲۵ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

دوائی فضلِ الٰہی اولاد نرینہ کے لئے مفید و مجرب نسخہ قیمت مکمل کورس ۱۶/ روپے، دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۱۶۔ اپریل تا ۲۲۔ اپریل

(۱) گزشتہ ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ الحمدللہ۔ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

---

(۲) کچھ سالوں سے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی بائیں ران کے اوپر کے حصہ میں ایک غدود بڑھ گئی تھی مگر آپ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی لمبی بیماری کی وجہ سے اس کی طرف پوری توجہ نہیں دے سکے اور یہ غدود بڑھتی ہی رہی۔ حتےٰ کہ تین سال کے دوران یہ کافی بڑی ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی کچھ غدودیں نکل آئیں۔ گزشتہ سال نومبر میں لاہور کے ڈاکٹروں کو دکھایا تو انہوں نے اپریشن کا مشورہ دیا۔ مگر آپ اپنی بیگم صاحبہ محترمہ کے اپریشن اور بعد میں ان کی کمزوری کی وجہ سے ان غدودوں کا اپریشن نہ کرا سکے۔ اب آپ اپریشن کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں جہاں ۲۲ر اپریل کو اپریشن ہونا ہے۔ احباب جماعت اپریشن کے کامیاب ہونے کے لئے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے حفاظت کے لئے خاص دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے اور محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو جلد کامل شفا عطا فرمائے۔ اور آپ کو خدمت دین اور خدمت خلق کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔ آمین

---

(۳)۔ مورخہ ۲۱ر اپریل کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے گزشتہ خطبوں کے تسلسل میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سورۃ آل عمران کی آیات ۷۔ ۹۸ اور سورۃ البقرہ کی آیات ۱۲۶ تا ۱۳۰ کی تفسیر بیان کرکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ خانہ کعبہ کی ازسرنو تعمیر کے پہلے مقصد (جس کا تعلق وُضِعَ لِلنَّاس یعنی تمام بنی نوع انسان کی دینی و دنیوی اصلاح سے ہے) کو وضاحت سے بیان فرمایا اور پھر اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ یہ مقصد اڑھائی ہزار سال بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ کس عظیم الشان طریق پر پورا ہوا۔ اس خاص اور نہایت اہم مضمون پر جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے بڑے زور سے حضور کی توجہ پھیری ہے۔ حضور کے خطبات کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اس مضمون کے آخر پہ حضور جماعت کے سامنے ایک خاص پروگرام رکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق۔

---

(۴) مورخہ ۲۱ر اپریل کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں علمی تقاریر کا اجلاس منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس اجلاس میں تشریف فرما ہو کر صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ تلاوت اور نظم کے بعد علی الترتیب محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور، محترم مولانا غلام احمد صاحب آف بدوملہی سابق مبلغ گیمبیا اور محترم سید مسعود احمد صاحب ایم اے سابق مبلغ ڈنمارک نے زار روس، پنڈت دیانند اور پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں بیان کرکے واضح فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر کی جانے والی یہ پیشگوئیاں نہایت عظیم الشان طریق پر پوری ہوکر اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں کرنے کا موجب ہوئیں۔ آخر میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے زار روس سے متعلق پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اصل پیشگوئی عصائے روس کے متعلق ہے جو کشفی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام روس میں پھیل کر رہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے زار روس کے حشر کے متعلق پیشگوئی کو پورا کرکے ہمیں یہ باور کرایا ہے کہ جس خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کر دکھایا ہے وہی قادر و توانا خدا بالآخر ایسے حالات بھی پیدا کرے گا کہ روس میں ہر طرف اسلام ہی اسلام ہوگا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس راہ میں ہمیں جو قربانیاں بھی دینی پڑیں دیں اور بشاشت سے دیتے چلے جائیں۔ آخر میں حضور نے اجتماعی دعا کرائی دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مقامی احباب کے علاوہ سرگودہا جہلم اور متعدد دیگر مقامات کے بعض احباب نے بھی ربوہ آکر اس جلسہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

---

۵ ۱۵ اپریل کی اہم خبروں میں سے گزشتہ پرچوں میں ایک خبر درج ہونے سے رہ گئی تھی اور وہ یہ کہ مورخہ ۱۴ر اپریل ۱۹۶۷ء کو جامعہ نصرت ربوہ کا پانچواں جلسہ تقسیم اسناد وانعامات منعقد ہوا۔ جس میں تقسیم اسناد و انعامات کے بعد خطبہ اسناد محترمہ بیگم صدیقی صاحبہ پی ایچ ڈی (شکاگو) پرنسپل ہوم اکنامکس کالج پشاور نے پڑھا آپ اس تقریب کے سلسلہ میں ایک روز قبل پشاور سے ربوہ تشریف لائی تھیں جلسہ تقسیم اسناد وانعامات میں شرکت اور فارغ التحصیل طالبات سے خطاب فرمانے کے بعد آپ ۱۴ر اپریل کی شام کو پشاور واپس تشریف لے گئیں۔ (جلسہ تقسیم اسناد وانعامات کی رپورٹ آئندہ اشاعت میں شائع کی جائے گی)

ضروری اعلان!

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے لئے مندرجہ ذیل ایام مقرر ہیں۔

۱۔ ہفتہ، ۲۔ اتوار (عموماً بیرونی احباب کے لئے)

۳۔ بدھ ۴۔ جمعرات (عموماً مقامی احباب کے لئے)

احباب ان ایام کے علاوہ کسی دوسرے دن ملاقات کے لئے تشریف لانے کی کوشش نہ کریں۔

بعض احباب دوسرے دنوں میں تشریف لے آتے ہیں اور پھر اصرار کرتے ہیں کہ چونکہ وہ باہر سے آئے ہیں اس لئے ان کی ملاقات ضروری کرائی جائے۔ یہ طریق درست نہیں۔

جملہ امراء صاحبان اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں اور حلقوں میں اس امر کا اعلان کردیں کہ دوست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ملاقات کے لئے مقررہ ایام میں ہی تشریف لائیں دوسرے ایام میں نہیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

انصار اللہ کا جلسہ

انصار اللہ ربوہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۲۴/۴/۶۷ بعد سوموار بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں انصار اللہ ربوہ کا جلسہ ہو رہا ہے۔ تمام اراکین سے درخواست ہے کہ وہ جلسہ میں شمولیت فرمائیں۔

(ابوالمنیر نورالحق۔ زعیم اعلیٰ انصار اللہ)

خدام الاحمدیہ کا ہفتہ تحریک جدید

جملہ قائدین کو شعبہ تحریک جدید کی مساعی کے لئے خصوصی ہفتہ منانے کے بارہ میں تاکید کی گئی تھی مگر ابھی تک بہت کم مجالس کی طرف سے ہفتہ منانے کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں لہٰذا مکرر قائدین کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ اگر ابھی تک ہفتہ منایا ہو تو فوری طور پر ہفتہ تحریک جدید منا کر رپورٹ سے مطلع فرمائیں اور اگر منا چکے ہیں تو بھی نتائج سے اطلاع دی جائے۔

(مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)